خطبہ نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | جمعرات ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ - ۱۹ امان ۱۳۷۱ ہش - ۱۹ مارچ ۱۹۹۲ء | نمبر ۶۷

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دُعاؤں کی تحریک

جیساکہ احباب جانتے ہیں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ مختلف طبّی علاجوں کا سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولا کریم حضرت سیّدہ صاحبہ کو جلد تر صحت عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

صد سالہ جلسہ کے بعد ہندوستان میں احمدیّت کا ایک نیا دَور شروع ہو چکا ہے

ہندوستان کی سب جماعتوں کی ضروریات عالمگیر جماعت احمدیّہ پوری کرے گی

ہندوستان کی جماعت میں نشوونما کی جو اہلیت اور صلاحیت ہے وہ شاید ہی دُنیا کے کسی اور ملک میں ہو

کشمیر کی جماعتوں کے لئے خصوصی دُعا کریں اللہ اس خطّے کو بھی سچائی اور انصاف کا امن نصیب کرے

خُطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیّہ (الرّابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳ صلح ۱۳۷۱ ہش (۳ جنوری ۱۹۹۲ء) بمقام بیت اقصیٰ قادیان دارالامان

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

نئے سال کی مبارک باد

"جلسہ سالانہ جو سو سالہ جلسہ سالانہ ہونے کے لحاظ غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا خدا کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور اس جلسہ کے بعد آج پہلا جمعہ ہے جو ہمیں بیت اقصیٰ میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور سال کا بھی یہ پہلا جمعہ ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے میں تمام جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو صد سالہ جلسہ سالانہ کے بخیر و خوبی گزرنے پر اور نئے سال کے آغاز پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اپنی طرف سے بھی اور قادیان کے درویشوں اور باشندگان کی طرف سے بھی اور ان سب مہمانوں کی طرف سے بھی جو ابھی تک یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

جلسہ سالانہ جب قریب آیا تو دن رات کی رفتار میں تیزی آنی شروع ہوئی اور یوں لگتا تھا کہ اچانک دن رات کے چکر کو کسی نے لٹّو کی طرح گھما دیا ہے اور دن گھنٹوں میں گزرنے لگے اور جب ہوش آئی تو جلسہ پیچھے رہ چکا تھا اور تمام ذمّہ داریاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ادا ہو چکی تھیں۔

اس سے پہلے بھی مجھے گلے کی تکلیف تھی جو یہاں آنے کے بعد غالباً کسی گھی کی الرجی سے شروع ہوئی اور مجھے ڈر تھا کہ یہ کہیں جلسہ کی ذمّہ داریوں میں حائل نہ ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب احسان ہے کہ جلسہ کے آغاز پر یہ تکلیف بالکل غائب ہو گئی اور پوری طرح مجھے اپنی ذمّہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کے بعد یہ تکلیف پھر از سرِ نو واپس آئی تو مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے عاجز بندوں سے اعجازی سلوک فرماتا ہے لیکن بشریت کے تقاضوں سے وہ بالا نہیں ہوتے۔ پس وہ اعجازی دَور تھا جو گزر گیا، اب میرے بشری تقاضوں کی بیماری ہے جس نے مجھے پھر آ پکڑا ہے لیکن اللہ کے فضل سے طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

امنِ عالم کی سطحی باتیں کرنا فیشن بن چکا ہے

کل مجھے (انشاء اللہ نے چاہا تو) دہلی جانا ہوگا۔ پرسوں وہاں ایک اہم بین الاقوامی مجلس سے خطاب ہے۔ احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اس اہم ذمّہ داری کو بھی اسی طرح اپنے خاص فضل کے ساتھ عمدگی کے ساتھ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے جیسے پہلے اس نے عمدگی سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ایسی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجہ میں دُنیا کو کچھ فائدہ پہنچے محض منہ کی باتیں نہ ہوں۔ بلکہ ایسی باتیں ہوں جو دل سے نکلیں اور دل پر اثر کرنے والی ہوں جن کے نتیجہ میں خیالات میں بھی تبدیلیاں ہوں اور دلوں میں بھی تبدیلیاں پیدا ہوں کیونکہ یہ دُنیا جس دَور میں سے گزر رہی ہے اس میں سب فتور خیالات اور دلوں کا فتور ہے۔ امنِ عالم کی سرسری سطحی باتیں کرنا ایک فیشن سا بن چکا ہے لیکن فی الحقیقت بہت کم ہیں جو مضمون کی تہہ میں ڈوب کر حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے امن کے خواہاں ہیں اور امن کو حاصل کرنے کے لئے وہ کسی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ میرا مضمون امنِ عالم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے میں سب احبابِ جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ دُعا کریں کہ ایسے رنگ میں اس مضمون کو ادا کرنے کی توفیق ملے کہ وہ لوگ جو عموماً سطحی باتوں کے عادی ہیں ان کی نظر بھی گہری اترے، مسائل کی تہہ تک پہنچیں اور اپنے ماحول اور گردوپیش میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

ہم ایک غفلت کی حالت میں سے گزر رہے ہیں اور اس غفلت کی حالت کو قرآن کریم نے 'خسران' کی حالت بیان فرمایا ہے (-) وہ زمانہ گواہ ہے، اس زمانے کی قسم کہ اس وقت کا انسان گھاٹے میں ہوگا۔ یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام کا تمام انسان گھاٹے میں ہوگا (۔۔ سورۃ والعصر) سوائے ان چند لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے (۔) اور حق بات کی نصیحت کی (۔) اور صبر کے ساتھ صبر کی نصیحت کی۔ حق کے ساتھ حق کی نصیحت کی۔ صبر کے ساتھ صبر کی نصیحت کی۔ اس میں ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ یہ جماعت (۔) حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی جماعت ہے۔ جس کا آغاز قادیان کی اسی بستی میں آج سے تقریباً ۱۰۰ سال پہلے ہوا تھا۔

پس امن عالم کے حصول کے لئے (۔) ہماری طاقتیں بہت محدود ہیں (۔) اگرچہ اتنی تھوڑی تعداد کے لئے بظاہر ممکن نہیں کہ وہ تمام عالم کے گھاٹے کو نفع میں تبدیل کر دے مگر قرآن کریم نے جو نسخہ عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ (۔) اگر وہ ایمان پر قائم رہیں۔ نیک اعمال کے ساتھ چمٹے رہیں اور (۔) (اور صداقت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی)۔ خواہ کوئی سُنے یا نہ سُنے حق بات کی نصیحت کرتے رہیں۔ حق بات کی نصیحت حق طریق پر کرتے رہیں اور صبر کی نصیحت کرتے رہیں اور صبر کے طریق پر نصیحت کرتے رہیں۔ یہ وہ نسخہ ہے جو قرآن کریم نے تمام عالم کے گھاٹے کو نفع میں تبدیل کرنے کا پیش فرمایا ہے۔ خدا کرے ہمیں اس کی توفیق ملے۔ بعض دفعہ ایک نسل کو اپنی زندگی میں ایک انقلاب کا منہ دیکھنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ دو نسلوں کو یکے بعد دیگرے انقلابات کے کچھ حصے دیکھنے کی توفیق ملتی ہے لیکن ہمارا سفر لمبا ہے۔ احمدیت کو آئے ہوئے آج تک سو سال سے کچھ زائد عرصہ گذرا۔ کئی نسلیں ہماری گذر چکی ہیں اور ابھی ہم نے لمبا سفر طے کرنا ہے۔ یہی حکمت ہے کہ صبر پر اتنا زور دیا گیا۔ وہ لوگ جو صبر کی توفیق نہیں رکھتے اگر ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے کامیابی دکھائی نہ دے تو وہ حوصلے ہار بیٹھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس مقصد کی پیروی کا کوئی فائدہ نہیں جان کا زیاں ہے اور کوششوں کا نقصان ہے۔

اصل مقصد رضائے باری کا حصول ہے

لیکن وہ لوگ جو خدا کی خاطر کوشش کرتے ہیں وہ اپنے مقصد کو اپنی آخری صورت میں نہ بھی حاصل کر سکیں تو درحقیقت ان کا ایک مقصد ہر لمحہ پورا ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ مقصد ہے: رضائے باری تعالیٰ کا حصول۔ وہ دنیا میں جو تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں اپنی ذات کی خاطر نہیں، اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں، اپنے رسوخ کو پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے۔ پس ان میں سے جو بھی جس حالت میں بھی جان دیتا ہے وہ کامیاب حیثیت سے جان دیتا ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرتے ہوئے جان دیتا ہے کیونکہ اس کے رب کی رضا کی نگاہیں اس پر پڑ رہی ہوتی ہیں۔ یہی وہ یقینِ کامل ہے، یہی وہ اعلیٰ درجہ کا احساس ہے جسے فَوْزِ عظیم کہا جاتا ہے یعنی ایسی کامیابی کہ دشمن کو دکھائی دے یا نہ دے مگر ہر شخص جو اس کامیابی کا مزا چکھتا ہے اور اس میں سے گذرتا ہے وہ کامل یقین رکھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو گیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک ایسے صحابی رضی کے ساتھ پیش آیا جن کو جب قتل گاہ پر لے جایا گیا۔ دشمن کے نرغے میں آکر بعض اور صحابہ رضی کے ساتھ وہ بھی پکڑے گئے تھے تو جب انہیں قتل گاہ میں لے جایا گیا اور تلوار ان کی گردن پر چلنے لگی تو انہوں نے آخری فقرہ یہ کہا کہ "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ خدا کی قسم! ربِّ کعبہ کی قسم!! میں کامیاب ہو گیا۔

کیسی عجیب بات ہے فوز کی ایک نئی تعریف دُنیا کے سامنے اُبھری ہے اور یہی وہ تعریف ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ نفرہ سُن کر بہت سے کفّارِ مکّہ جو اُس قتل میں شریک تھے ششدر رہ گئے۔ حیران ہوئے کہ یہ کیسا جملہ ہے۔ ایک شخص جو قتل ہونے کے قریب ہے اس کی زندگی کے چند لمحے باقی ہیں وہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ ربّ کعبہ کی قسم! میں تو کامیاب ہو گیا۔ یہ کیسی کامیابی ہے۔ تب ان کی توجہ اسلام کی طرف پھری اور اس ایک جان نے بہت سی سعید روحیں اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ ایک کامیابی تو ان کو وہ نصیب ہوئی کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنے رب کے پیارے ہوئے اور ایک کامیابی وہ نصیب ہوئی کہ اگر ایک سر گردن سے اُترا تو اور کئی سر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غلامی میں جھک گئے اور وہ جان ضائع نہیں گئی۔

پس فوز کے یہ معنی ہیں جن کو جماعت احمدیہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اگر حصولِ مقصد ہم سے بہت دُور دکھائی دیتا ہے تو زندگی کا ایک مقصد ایسا ہے جو ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہے اور وہ رضائے باری تعالیٰ کا حصول ہے۔ اگر ہم خود اپنے نفس میں مطمئن ہو جائیں کہ ہمیں رضائے باری تعالیٰ حاصل ہو رہی ہے۔ ہم پر اُس کے پیار کی نگاہیں پڑ رہی ہیں تو سب سے بڑی کامیابی یہی ہے۔ اس سے بڑی اور کوئی کامیابی نہیں۔

صد سالہ جلسہ پر آنیوالوں کا ایمان افروز تذکرہ

جلسہ سالانہ کے متعلق چند مختصر باتیں میں جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ جلسہ کے بعد پہلی بار یہ خطبہ سُن رہی ہیں۔ اس لئے ان کو توقع ہوگی کہ قادیان سے متعلق اور جلسہ سے متعلق مَیں اپنے کچھ تأثرات بیان کروں۔ یہ مضمون بہت مشکل ہے کیونکہ دل کی جو کیفیات تھیں اور رہیں ان کا بیان ممکن نہیں۔ ایک عجیب خواب کی سی دُنیا سے نکل کر ہم آئے ہیں۔ جو مناظر ہم نے جلسہ میں عشق اور محبت کے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر فدائیت کے نظارے دیکھے۔ ہندوستان کے کونے کونے سے اس کثرت سے احبابِ جماعت یہاں تشریف لائے کہ آج تک سو سالہ تاریخ میں کبھی اُن جگہوں سے اس کثرت سے احباب جماعت جلسہ سالانہ میں شریک نہیں ہوئے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں ہماری اکثریت غربت کا شکار ہے اور اتنی غربت کا شکار ہے کہ ان کے لئے ریل کے تیسرے درجہ کے سادہ دو طرف کے کرائے اکٹھا کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرض اٹھائے یا کسی اور صاحبِ دل آدمی نے ان کی ضرورت کو محسوس کر کے ان کی مدد کی مگر مَیں نے جو کثرت سے نگاہ ڈالی تو ہماری اکثریت ایسی تھی جو غرباء کی تھی مگر دل کے غنی تھے (۔) یہ تعریف ان پر صادق آتی تھی کہ (۔) سُنو! غنیٰ یعنی امیری اور تونگری اصل میں دل کی امیری اور تونگری ہوا کرتی ہے وہ دُنیا کی تمناؤں سے بے نیاز اس بستی میں آ پہنچے جہاں ان کو سکون ملتا تھا۔ جس کی راہ وہ بڑی مدّت سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں نے وہ دیکھا جس کے متعلق مجھے بہتوں نے کہا کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ ہماری تمنائیں تھیں کہ ہم اپنی زندگی میں کبھی (امام جماعت) کو دیکھیں لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ایسے بوڑھے تھے جو معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کے آخری کنارے پر پہنچے ہوئے ہیں۔ ایسے اپاہج تھے جو کرسیوں پر بیٹھ کر آئے۔ ایسے بیمار تھے جن کو ان کے رشتہ داروں نے سہارے دیئے۔ قطع نظر اس کے کہ یہاں کی موسم کی سختی کے وہ عادی نہیں تھے۔ اکثر ایسے علاقوں کے رہنے والے تھے کہ جہاں سارا سال گرمی ہی پڑتی ہے۔ سردی کم گرمی کا نام ہے اور حقیقت میں وہ سردی سے آشنا نہیں مگر انہی ایک دو کپڑوں میں ملبوس جو گرمیوں کے کپڑے تھے اور جن کے وہ عادی ہیں ان میں وہ تشریف لائے لیکن ان کے اندر ایک ایسا ولولہ، ایسا جوش تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے کم وہ ہیں جو بیمار پڑے۔ وہ جو ٹھنڈے علاقوں سے آئے تھے۔ وہ جن کو تن بدن ڈھانکنے کے سارے سامان میسّر تھے ان میں بہت زیادہ نزلہ زکام اور بخار نے راہ پائی لیکن عجیب بات تھی کہ ان میں سے مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا ناک بہہ رہا ہو یا سردی سے کانپ رہا ہو۔ ایک عجیب گرمی تھی جو خدا تعالیٰ نے ان کو اندر سے عطا کر دی تھی اور یہ حیرت انگیز اعجاز تھا جو عام حالات میں ممکن نہیں ہے۔ ان کی اکثریت جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایسی تھی جنہوں نے کبھی قادیان کا مُنہ بھی نہیں دیکھا تھا۔ مثلاً اڑیسہ کے غریب اور تونگر احمدی، دل کے امیر احمدی ۲۰۰۰ سے زائد تعداد میں یہاں پہنچے اور خدا کے فضل کے ساتھ ان کی کیفیت یہ تھی کہ دن بدن اُن کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ جب آغاز میں ان سے تعارف ہوا تو ان کی نگاہوں میں کچھ تھوڑی سی اجنبیت تھی، کچھ پہچان کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ جاننا چاہتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں اور کچھ فاصلہ ساتھا لیکن آناً فاناً وہ فاصلے قربتوں میں تبدیل ہو گئے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بعد ان کا جوش اور ولولہ ناقابلِ بیان تھا۔ آج تک ہم نے کبھی کسی جلسہ سالانہ میں ایسے نظارے نہیں دیکھے جیسے ہندوستان کی دُور دُور سے آئی جماعتوں کے اخلاص کے نظارے ہم نے دیکھے۔ ان میں کیرالہ کے غرباء بھی تھے۔ ان میں آندھرا پردیش کے بھی تھے لیکن یہ ایسا موقع تھا جس میں غرباء کو امراء سے الگ کرنا شاید زیادتی ہو۔ یہ وہ موقع تھا جہاں واقعۃً "محمود و ایاز" ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جہاں کوئی تفریق نہیں رہی تھی۔ سارے دل کے امیر دکھائی دیتے تھے۔ سارے (حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے شیدائی دکھائی دیتے تھے جس نے قادیان کی بستی میں جنم لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دُنیا میں اس کے دل سے نور کے سوتے پھوٹے۔ پس یہ وہ نظارے ہیں جن کے بیان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ شاید ویڈیو والوں نے کچھ ریکارڈ کئے ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو اس فضا میں دم لے رہے تھے، جنہوں نے ان کے جذبے ان کے ولولے دیکھے وہ کسی طرح بھی بیان کی حد میں نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کیا پایا اور کیا لے کر لوٹے مگر میں یہ یقین رکھتا ہوں اور اس میں مجھے ذرّہ بھی شک نہیں کہ خدا کے فضل سے وہ اگر پہلے کسی لحاظ سے کمزور بھی تھے تو یہاں سے مالا مال ہو کر لوٹے ہیں اور کسی چیز کی کوئی کمی انہوں نے محسوس نہیں کی۔

پاکستان کے احمدیوں سے ملاقات میں ضبط کا سخت امتحان

اب ایک دور ہے جو شروع ہونے والا ہے لیکن اس سے پہلے میں پاکستان کے احمدیوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبے عرصہ کے بعد پاکستان کے غرباء کو بھی یہ توفیق ملی کہ وہ کسی حد تک، یعنی سارے تو نہیں آسکتے تھے ناممکن تھا لیکن کسی حد تک یہاں پہنچ سکیں اور جن کے لئے انگلستان پہنچ کر ملاقات ناممکن تھی ان کو بھی خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ قریب آئیں اور یہاں سے آکر جلسہ میں شمولیت کریں۔ میرے ساتھ ملاقاتیں کریں اور قریب سے دوبارہ دیکھنے کا موقع ملے۔ ان کی کیفیت بھی ناقابلِ بیان تھی۔ اکثر یہ صورتِ حال تھی کہ میرے ضبط کا بڑا سخت امتحان تھا۔ مجھے ہمیشہ ڈر رہا کہ اگر میرا ضبط ٹوٹ گیا تو یہ لوگ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگیں گے۔ میری جدائی ان پر اور بھی زیادہ سخت ہو جائے گی اور خدا کے ہاں جو علیحدگی کے بقیہ دن مقدّر ہیں وہ پہلے سے زیادہ تلخ ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے حتّی المقدور کوشش کی کہ ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے سب کو سلام کہوں۔ سب کے سلام قبول کروں اور حوصلے بڑھاؤں لیکن جو دل کی کیفیت تھی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بڑے سخت امتحان سے گزرنا پڑا۔

ان کے آنے کے نظارے بھی عجیب تھے۔ ان کی واپسی کے نظارے بھی عجیب تھے۔ ایک موقع پر میری بچیاں بسوں کی رخصت کا منظر دیکھنے کے لئے گئیں۔ ہمارے خاندان کے بھی بہت سے لوگ اس میں جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سب لوگ کھڑکیوں سے اُلٹے پڑتے تھے۔ گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم نے نہیں جانا۔ ہم نہیں جانا چاہتے۔ چنانچہ میری بچی نے اپنی کسی عزیزہ سے پوچھا کہ تم کیوں اُلٹ رہی ہو تو اس نے کہا یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔ دل چاہتا ہے کھڑکی سے چھلانگ لگا دُوں۔ پس یہ وہ کیفیتیں ہیں جن کو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی فصاحت و بلاغت جیسا کہ حق ہے ان کو سمیٹ سکے اور ان کو زندۂ جاوید تحریروں میں تبدیل کر سکے لیکن یہ عجیب دن تھے جو گزر گئے۔ اب ہمیں آئندہ کی سوچنا چاہیئے۔

یہ جلسہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نہ صرف ایک تاریخی جلسہ تھا بلکہ تاریخ ساز جلسہ تھا اور تاریخ ساز جلسہ ہے۔ جو لطف ہم نے اٹھائے وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ زندہ رہیں گے لیکن وہ لطف اس لئے زندہ نہ رہیں کہ ہم جیسے ایک نشئی ایک نشے کی حالت میں لطف اٹھاتا ہے ویسے اس سے لطف اٹھاتے رہیں وہ لطف اس لئے زندہ رہنے چاہئیں تاکہ ہمیشہ ہمیں عمل کے میدان میں آگے بڑھاتے رہیں اور ہماری ذمہ داریاں ہمیں یاد کراتے رہیں اور یاد کرائیں کہ ایک نیا دور ہے جس میں احمدیت داخل ہو چکی ہے۔

ترقیات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو ہمارے سامنے کُھلا پڑا ہے۔ ایسے نئے ایوان کُھل رہے ہیں جن میں پہلے احمدیت نے کبھی جھانکا نہیں تھا۔ چنانچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں میں یہ احساس بیداری پیدا ہوا ہے اور بعض جگہ جو چھوٹی چھوٹی پژمردہ سی جماعتیں تھیں۔ جن کے خطوں سے اُمید کی کوئی غیر معمولی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ جن کے خط کچھ بُجھے بُجھے، کچھ دبے دبے ایسا منظر پیش کرتے تھے جیسے وہ احمدیت کے ساتھ زندہ ہیں اور احمدیت کے ساتھ زندہ تو رہیں گے لیکن اتنے کمزور ہیں کہ وہ احمدیت کی زندگی سے اپنے ماحول کو زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب جو لوٹے ہیں تو ان کی کیفیت یکسر بدل چکی تھی۔ ان میں سے بہت تھے جنہوں نے مجھ سے کہا کہ اب زندگی کا ایک بالکل نیا دور شروع ہوا ہے۔ اب آپ دیکھیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کس طرح ہندوستان میں چاروں طرف احمدیت کا نور پھیلائیں گے۔ اب گذشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں میں ایک نمایاں فرق پڑ چکا ہے اور یہ جلسہ اس کی حدِّ فاصل ہے۔ پس اس پہلو سے یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ ہے۔ میری دُعا ہے کہ ان کے ولولے ہمیشہ زندہ رہیں۔

ہندوستان کی جماعتوں کی ترقی کے نئے منصوبے

جہاں تک منصوبوں کا تعلق ہے ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھا دیا گیا ہے کہ کس طرح منصوبے بنانے ہیں۔ کس طرح ان پر عمل درآمد کرنا ہے۔ ان کو یقین دلا دیا گیا ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر آپ غریب ہیں اور بڑے بڑے اُمید افزا اور تمناؤں سے بھرپور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن کھلے دل کے ساتھ خوب منصوبے بنائیں اور بالکل پرواہ نہ کریں کہ ان پر کیا خرچ آتا ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے غریب نہیں ہے اور ساری عالمگیر جماعت احمدیہ آپ کی پُشت پر کھڑی ہے۔ تمام عالمگیر جماعت احمدیہ ہمیشہ قادیان کی ممنونِ احسان رہے گی اور ان درویشوں کی ممنونِ احسان رہے گی۔ جنہوں نے بڑی عظمت کے ساتھ، بڑے صبر کے ساتھ، بڑی وفا کے ساتھ اس امانت کا حق ادا کیا جو اُن کے سپرد کی گئی تھی اور لمبی قربانیاں پیش کیں۔ اس لئے آپ کو کوئی خوف نہیں۔ آپ کو کوئی کمی نہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ جتنے مفید کارآمد منصوبے آپ بنا سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں، (اللہ چاہا تو) ان کی تمام ضرورتیں عالمگیر جماعتیں پوری کریں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اس لحاظ سے بہت حد تک نظر انداز ہوتا رہا ہے۔ اس میں ہم سب کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

ہندوستان کا حق

ہندوستان کا اپنا ایک حق تھا جسے ہمیشہ ہمیں قائم رکھنا چاہیئے تھا۔ ہندوستان وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے (حضرت بانیٔ سلسلہ کو) بھیجا (۔)

(اس کے بعد حضور ایّدہ اللہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بلند مرتبہ بیان فرمایا اور اس کے بعد فرمایا۔)

پس اس پہلو سے ہندوستان کا ایک مرکزی اور دائمی حق ہے جسے نظرانداز کرنا ہماری غلطی تھی۔ دیگر ممالک میں پہنچے۔ افریقہ اور امریکہ اور سپین اور اور یورپ کے ممالک میں (بیوت الذکر) تعمیر کیں (۔) اور اسی بات پر مطمئن رہے کہ خدا کے فضل سے افریقہ کے بعض ممالک میں جماعت اس تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں وہاں جماعت کو کلّی اکثریت حاصل ہو جائے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ اطمینان بخش ضرور ہیں مگر ہندوستان کو نظر انداز کرنا ہرگز جائز نہیں تھا اور عقل کے تقاضوں کے خلاف تھا کیونکہ جو اہلیت اور صلاحیت ہندوستان میں جماعت احمدیہ کی نشوونما کی ہے وہ شاید ہی دُنیا کے کسی اور ملک میں ہو۔ یہاں دُنیا کے مختلف مذاہب آزادی کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں جو بظاہر مذہبی فسادات ہوتے ہیں (سوائے اس کے جو خدا چاہے) وہ دراصل سیاسی گروہ بندیوں کے نتیجہ میں اور چھوٹی چھوٹی چپقلشوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں ورنہ ہر مسلمان کو آزادی ہے کہ اپنی مساجد میں اذانیں دے۔ جس سے چاہے اسلام کی بات کرے۔ جس طرح چاہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اسلام کا اظہار کرے۔ کسی فرقے پر کوئی قدغن نہیں۔ یہی قادیان کی بستی ہے اس میں صبح کے وقت آپ تہجد کی نماز کی تلاوت بھی لاؤڈ سپیکر پر سنتے تھے۔ یہاں بھجن بھی ساتھ گائے جا رہے تھے۔ یہاں گوردوارہ سے تقریریں بھی کی جا رہی تھیں۔ میوزک بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ عیسائی بھی اپنے اپنے رنگ میں اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے اور کبھی نہ کسی احمدی کو اس کی تکلیف ہوئی نہ کسی (غیر از جماعت) کو نہ ہندو کو، نہ سکھ کو، سارے اس بات پر خوش تھے کہ جس کو جس طرح بھی توفیق مل رہی ہے آخر وہ خدا کو یاد کر رہا ہے۔ ہمیں کیا حق ہے کہ اس پر اعتراض کریں۔ یہ وہ ماحول ہے جو ہندوستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے (دعوت الی اللہ) کے لئے بہت خوش آئند ہے اور اگر جماعت احمدیہ صحیح طریق پر یہاں کام شروع کرے تو خدا کے فضل سے بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں نفوذ ہو سکتا ہے۔

ہندوستان میں مسلم لیڈر شپ کی کمزوری

یہاں جو مسلمان لیڈر شپ ہے وہ بدقسمتی سے اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان دس کروڑ یا شاید اس سے بھی زائد ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے بے سر کا جسم ہے جو بظاہر زندہ رہ رہا ہے لیکن اس میں یکجہتی نہیں ہے۔ جیسے ایک سر سے اعضاء میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے، جیسے دماغ انگلیوں کے پوروں تک اثر دکھاتا ہے اور سارا جسم ایک جان ہو کر رہتا ہے ویسی کیفیت ہندوستان کے مسلمانوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ (۔) راہنمائی کرے اور ان کو وہ سر مہیا کرے جو آسمان سے ان کے لئے نازل ہوا ہے (۔) جس کے بغیر نہ ان کو زندگی کے سلیقے آئیں گے نہ ان کو دنیا میں پنپنے کے ڈھنگ آئیں گے۔ جس حال میں یہ بدنصیب لیڈر شپ کی غلط راہنمائی کے نتیجہ میں بار بار دکھ اٹھا رہے ہیں اور بے شمار تکلیفوں کے دور میں سے گزر رہے ہیں یہاں تک کہ ایسی TUNNEL (سرنگ) ہے جس کے پرلی طرف کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ اس ساری صورت حال کو درست کرنے کی صلاحیت احمدیت میں ہے اور احمدیت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس پہلو سے بھی ہمیں ہندوستان کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جب ہم توجہ دے رہے ہیں اور دیں گے اور زیادہ دیتے چلے جائیں گے تو لازماً یہاں مخالفت کی بھی نئی نئی لہریں اٹھیں گی۔ اب جب میں قادیان کے جلسہ کے لئے حاضر ہو رہا تھا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے بعض بڑے بڑے علماء جنہوں نے اپنے آپ کو احمدیت کے خلاف وقف کر رکھا ہے وہ پاکستان پہنچے اور وہاں کے ان مولویوں سے (۔) مشورے کئے۔ سر جوڑے، حکومت پر وہاں بھی ہر قسم کے دباؤ ڈالے گئے اور یہاں بھی ڈالے گئے کہ کسی طرح اس جلسہ کی راہ میں روکاوٹیں کھڑی کریں ورنہ احمدیت کو غیر معمولی ترقی نصیب ہو گی لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے سب ارادوں کو ناکام کر دیا۔ لیکن پاکستان میں اس کا ردّعمل ابھی اور زیادہ چلے گا اور معلوم ہوتا ہے کہ کافی شدت کے ساتھ ظاہر ہو گا (۔) گلی گلی میں DRUG ADDICTION (منشیات کی وبا) ہو رہی ہے۔ عورتوں کی عزتیں ختم ہو گئیں۔ چھوٹے بچوں کا تحفظ جاتا رہا۔ اغواء کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ ڈاکو دن دہاڑے جہاں چاہیں جس کو چاہیں لوٹیں۔ ایک ایسی بدامنی کی کیفیت ہے کہ بسا اوقات یہ سوال بار بار سیاستدانوں کی طرف سے بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ کیوں نہ دوبارہ فوج کو لائیں اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ پہلے بھی تو فوج ہی کے چھوڑے ہوئے مسائل ہیں جن سے قوم اس وقت نبرد آزما ہونے کی کوشش کر رہی ہے اور جو ان کے لئے اس وقت زندگی اور موت کا سوال بن چکے ہیں۔ پس ان کو سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کیا کریں۔

(اس مرحلے پر حضور ایدہ اللہ نے پاکستان کے حالات کے بارے میں تفاصیل بیان فرمائیں۔ اس کے بعد فرمایا)

پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک

پس تمام عالمگیر جماعتوں کو پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ جس طرح اب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو ثبات قدم عطا فرمایا۔ وہ جیلوں میں گئے۔ معصوموں پر پھانسی کے پھندے ڈالنے کی کوشش کی گئی وہ لمبے عرصہ تک انتہائی دکھوں اور تکلیفوں میں اپنے خاندانوں سے الگ رہ کر محض للہ ایک زندانی کی کیفیت میں دن گزار رہے ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور باقیوں کو بھی کہ ان کو بھی خدا حوصلہ دے اور ہر امتحان سے کامیابی سے گزار دے اور سب سے بڑی دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اب ابتلاء کے یہ دن بدل کر انہیں پاکستان کے لئے بھی عظیم جزاء کے دن بنا دے۔ ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں جو جزاء عطا فرما رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کے احمدیوں کی قربانی کا ایک بڑا بھاری دخل ہے۔ ان کی تکلیفیں ہیں جو دعا بن کر اٹھتی ہیں اور رحمت بن کر ساری دنیا میں احمدیوں پر برس رہی ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمیشہ تکلیفیں ہی اٹھاتے رہیں اور قربانیاں ہی دیتے چلے جائیں اور تمام دنیا کی احمدی جماعتیں ان کا فیض پاتی رہیں۔ یہ خدا کی تقدیر نہیں ہے۔ یہ عارضی قصے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دن بدلیں گے اور بہرحال بدلیں گے لیکن کب بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جب تک نہ بدلیں ہمیں ان کے لئے استقامت کی دعا کرنی چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی برکتوں کے اس دور میں حتی المقدور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے جو راہیں ہم پر آسان کر دی ہیں اگر ہم اُن پر پوری رفتار سے دوڑنا نہ شروع کریں گے تو ہم ناشکرے بندے بنیں گے۔ اس لئے ہندوستان کی جماعتیں ہوں یا انگلستان کی یا یورپ اور امریکہ کی دوسری جماعتیں اور افریقہ کے وہ ممالک جن میں احمدیت خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے آپ سب کے لئے میرے دو پیغام ہیں۔ سب سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں کیونکہ آپ کی کامیابیوں کے بدلے اُن مظلوم احمدیوں سے اتارے جائیں گے اور اس کیلئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی طرف جو عادت منسوب فرمائی ہے وہ بہرحال سچی ثابت ہو گی (۔) اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے اور دنیا میں عالمگیر تبدیلیاں برپا کرنے کی ہم عاجزوں اور غریب بندوں کو توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

اہل کشمیر کا خصوصیت سے ذکر

"میں نے اہل کشمیر کا بھی خصوصیت سے ذکر کرنا تھا لیکن اس وقت خیالات دوسری طرف منتقل ہوتے چلے گئے تو ان کا ذکر رہ گیا۔ جہاں تک اخلاص اور جوش کا تعلق ہے کشمیر سے آنے والے ہزارہا احمدیوں نے جس اخلاص اور جوش کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی ایک قابل دید منظر تھا، ایسا جو ہمیشہ کے لئے یادوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور وہاں بھی غربت ہے لیکن بعض دوسرے علاقوں کی نسبت کم ہے لیکن جس طرح علاقے کا امن اٹھ چکا ہے وہاں سے ان حالات میں ان کا جوق در جوق آنا ایک بہت بڑی قربانی کا تقاضا کرتا تھا جو انہوں نے پیش کی۔ شروع میں مجھے یہ بتایا گیا کہ شاید ہزار کی تعداد میں کشمیری آجائیں اور اس پر بھی خیال یہ تھا کہ ہزار تو بہت زیادہ ہیں۔ شاید خوش فہمی کا اندازہ ہے مگر وہ جو کشمیر کے جذبے کو اور اخلاص کو جانتے تھے وہ مجھے یقین دلا رہے تھے کہ پندرہ سو دو ہزار اس سے بھی زیادہ کی توقع رکھیں۔ چنانچہ آخر پر مجھے یہ بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے کشمیر سے آنے والے احمدیوں کی تعداد تقریباً ۳ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ خواتین بھی بڑی کثرت سے آئیں، مرد بھی، بچے بھی اور بہت ہی محبت اور پیار سے اور بڑی مستعدی سے انہوں نے اپنے فرائض ادا کئے اور اب بھی ان کی کچھ تعداد ابھی پیچھے ٹھہری ہوئی ہے۔ کشمیر کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کشمیر کی جماعت کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ اللہ اس خطے کو بھی سچائی اور انصاف کا امن نصیب کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں۔

مجھے خدا تعالیٰ نے ایسی عادت ڈالی ہے کہ مجھے بچپن میں بھی مطالعہ کا شوق تھا۔ بچپن سے میری مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے بعد کا زمانہ ہے۔ میری صحت اس عادت کی وجہ سے اس قدر کمزور ہوگئی تھی کہ ایک دن حضرت امام جماعت الاوّل (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے مرزا یعقوب بیگ صاحب سے اس کے متعلق مشورہ کیا اور مجھ سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کم سے کم سات گھنٹے ان کو متواتر سونا چاہیئے ورنہ صحت خراب ہو جائے گی اور پھر سخت تاکید کی کہ سات گھنٹے متواتر سویا کرو۔ ورنہ صحت زیادہ بگڑ جائے گی اور فرمایا یاد رکھو جو طبیب کا حکم نہ مانے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ تم اس حکم کی پابندی کرو۔ مگر باوجود اس کے سوائے سخت بیماری کے ایام کے میری نیند ساڑھے چار گھنٹے سے چھ گھنٹے تک ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اب اعصابی کمزوری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ جو لوگ میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ سورتیں جو میں روزانہ پڑھتا ہوں بعض اوقات وہ بھی بھول جاتا ہوں۔ اور نظر اس قدر کمزور ہوگئی ہے کہ بعض اوقات آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ لیکن باوجود صحت کی یہ حالت ہونے کے میں دن رات اس طرح کام کرتا ہوں جو میں نے بتایا ہے اور کیونکہ اس قسم کے خیالات دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ اس لئے میں نے ان کا ازالہ ضروری سمجھا ہے۔ یہی دیکھو جو دوست جلسہ پر آتے ہیں وہ تو سمجھتے ہوں گے کہ میں نے دو دن لیکچر دیا یہ کونسا بڑا کام ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اس لیکچر کے لئے مجھے کس قدر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ جو مسئلہ میں بیان کرتا ہوں اس کے متعلق مذاہب کے لوگوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے مجھے بہت کچھ ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ یہی لیکچر جو میں آج دینا چاہتا ہوں۔ اس کی تیاری کے لئے میں نے کم از کم بارہ سو صفحے پڑھے ہونگے ان میں سے میں نے بہت ہی کم کوئی بات بطور سند کے لی ہے اور یہ صفحات میں نے محض خیالات کا موازنہ کرنے کے لئے پڑھے ہیں۔ یہ درست ہے کہ میرے دماغ میں جو باتیں آتی ہیں محض خدا کے فضل سے آتی ہیں۔ مگر خدا کے فضل کے جاذب بھی ہونے چاہئیں اور اور اس کے لئے فکر کی ضرورت ہوتی ہے مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے مراقبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یہ لیکچر ایک دن کی تقریر نہیں ہوتی بلکہ لمبے غور لمبے فکر اور لمبے مطالعہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پھر جلسے کی تقریریں یونہی چھپ نہیں جاتیں۔ تقریریں لکھنے والا ساری تقریریں مکمل طور پر نہیں لکھ سکتا۔ اسے صاف کر کے لکھنے میں مہینہ کے قریب عرصہ لگ جاتا ہے اور پھر مجھے اس کی لکھی ہوئی تقریروں کی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ جس ترتیب سے مضمون بیان کیا جاتا ہے وہی قائم رہے۔

اس کے بعد میں ایک اور بات کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میں بہت کم لوگوں کو ملاقات کا موقعہ دیتا ہوں۔ میں نے پچھلے جلسوں میں سے کسی میں بیان کیا تھا کہ ملاقات اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر باوجود بہت سا کام ہونے کے میں دوستوں کو ملاقات کا وقت دیتا ہوں۔ کیونکہ جو لوگ اس طرح الگ ملتے ہیں ان میں بعض کی ایک سال بعض کی دوسرے سال اور بعض کی تیسرے سال واقفیت ہو جاتی ہے اور اب میں اپنی جماعت کے ہزاروں آدمیوں کی پہچان رکھتا ہوں اور انہیں پہچان سکتا ہوں اس ملاقات کے علاوہ بھی تین دوستوں کو علیحدہ ملاقات کا موقع دیتا رہتا ہوں لیکن الگ ملنا تبھی ضروری ہو سکتا ہے جبکہ خاص طور پر اس کی ضرورت بھی ہو اور کوئی ایسی بات کرنی ہو جو مجلس میں نہ کی جا سکتی ہو۔ مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے دوست آتے ہیں اور الگ ملنا چاہتے ہیں لیکن جب علیحدہ ملاقات کا موقعہ دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں مجھے اپنے لئے دعا کے لئے کہنا تھا۔ حالانکہ یہ بات وہ مجلس میں بھی کہہ سکتے تھے مگر اس کے لئے میرے وقت میں سے پندرہ بیس منٹ خرچ کرا دیتے ہیں میں نے اپنے جو کام پہلے بتائے ہیں ان میں دوستوں سے ملاقات کا وقت بھی ہوتا ہے۔ اور جو دوست کسی ضروری کام کے لئے علیحدہ ملنے کی درخواست کرتے ہیں انہیں میں علیحدہ ملنے کے لئے وقت دیتا ہوں۔ مگر میں نے چونکہ پچھلے تجربہ سے دیکھ لیا ہے کہ عام طور پر علیحدہ ملاقات کا وقت مقرر کر کے ایسی باتیں کہتے ہیں جو عام مجلس میں بھی کہی جا سکتی ہیں اس لئے اب جو شخص علیحدہ ملاقات کے لئے کہتا ہے اس کے متعلق میں اپنے سیکرٹری سے کہتا ہوں کہ پوچھ لو کہ آیا ایسا ضروری کام ہے جو علیحدگی میں ہی کیا جا سکتا ہے اور جب ایسا ہوتا ہے میں وقت دے دیتا ہوں۔ میں نے اپنے جو کام بتائے ہیں ان سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرا کوئی وقت فارغ نہیں دن رات کے چوبیس گھنٹے مجھے مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اب یہ تو میرے لئے ناممکن ہے کہ میں نے دن رات کے اڑتالیس گھنٹے بنا لوں۔ پھر میں یہ تو کر سکتا ہوں کہ حوائج ضروریہ مثلاً کھانا پینا پیشاب پاخانہ سونا وغیرہ میں تھوڑے سے تھوڑا وقت خرچ کروں مگر میں ان ضرورتوں کو بند نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں اگر میں بغیر ضرورت کے علیحدہ وقت ملاقات کے لئے دوں تو اس سے دوسرے کاموں میں حرج واقع ہوگا۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کوئی دوست ملنے کے لئے آئے میرا ہاتھ پکڑ کر پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ یہی کہتے جاتے ہیں میرے لئے ضرور دعا کرنا۔ چونکہ میں ہر بار ان کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ضرور دعا کروں گا۔ اس لئے کسی کسی وقت کہہ دیتا ہوں۔ ہاں ضرور کروں گا۔ اور پھر خاموش ان کی بات سنتا رہتا ہوں۔ میں اس طریق کو روکنا چاہتا ہوں اور یہ بھی آپ ہی لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ تاکہ میں اپنا وقت ضروری کاموں میں لگا سکوں۔ اس طریق کی بجائے اگر کوئی صاحب میرا زیادہ وقت لئے بغیر دُعا کے لئے کہیں تو مجھے ان کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو۔ کیوں کہ میں سمجھوں ان کو میرے وقت کی قدر ہے لیکن جو لوگ دیر تک ہاتھ پکڑے رکھتے ہیں ان کے سامنے میں بظاہر تو بشاشت قائم رکھتا ہوں لیکن میرا دل تلملا رہا ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے میرے فلاں کام میں حرج ہو رہا ہے۔ اس طریق سے ملاقات کرنے والوں کو میں روکنا چاہتا ہوں لیکن اگر کسی کو ضروری کام ہو تو اس سے میں دن رات میں ہر وقت ملنے کے لئے تیار ہوں۔

میں ملاقات کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں اور جس طرح میں ان کو غلطی پر سمجھتا ہوں جو بلا ضرورت اور بلاوجہ میرا وقت صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح میں اُن کو بھی غلطی پر سمجھتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ ملنا ہی نہیں چاہیئے۔ جب بھی موقعہ ملے یہاں ضرور آنا چاہیئے اور مجھ سے ملنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی ایسی بات کرنی ہو جو مجلس میں نہ کی جا سکتی ہو۔ مثلاً کوئی ایسی بیماری ہو یا اپنے خاص حالات ہوں یا کوئی اور ایسی ہی بات ہو تو اس کے لئے میں علیحدہ ملنے کے واسطے بھی تیار ہوں اب تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کئی دوست بعض سوالات لکھ کر لاتے ہیں اور ان کے متعلق علیحدہ پوچھتے ہیں اس وقت مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ اگر یہی سوال مجلس عام میں پوچھتے تو اوروں کو بھی فائدہ ہوتا۔ مثلاً یہی سوال کہ نماز میں توجہ کیوں کر قائم رہ سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ مگر پوچھنے والے صاحب علیحدہ وقت لے کر پوچھتے ہیں اور عام لوگوں کو اس کے فائدہ سے محروم رکھتے ہیں۔ اس قسم کی علیحدہ ملاقات کرنے والوں کو روکنا چاہتا ہوں ورنہ ملاقات کا حکم تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔

تلقینِ عمل

سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے 29 مئی 1946ء کو فرمایا:۔

"میں دوسرے نوجوانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے۔ اور خدمتِ دینِ حق کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔ دنیا میں اعداد و شمار کا مقابلہ ذہانت ہی کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کئی گروہ ایسے ہوتے ہیں جن کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے لیکن بوجہ ہمت اور ذہانت کے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثیر التعداد گروہوں پر غالب آجاتے ہیں۔ اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے نوجوان اچھی طرح محنت کریں اور کوشش کر کے اعلیٰ قابلیتیں پیدا کریں تو ہم تھوڑے ہو کر بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پس ہماری کامیابی ہمارے طالب علموں کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے نوجوان اگر اعلیٰ قابلیتیں پیدا کر لیں تو دنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے۔ کیونکہ لوگ جب یہ دیکھیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان بھی احمدی ہے دنیا کا سب سے بڑا محقق بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا مولوی بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا انجنیئر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب بڑا ڈاکٹر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا صناع بھی ہے۔ تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی کہ چوٹی کا آدمی بنے۔ فارسی کا ایک مقولہ ہے کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی۔

اسی سلسلے میں ایک اور ۔۔

فرمایا:۔

آج ان لڑکوں کا انٹرویو لیا گیا ہے جنہوں نے خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ مگر ابھی تک ان کا میٹرک کا نتیجہ نہیں نکلا۔ یہ سترہ لڑکے تھے جو انٹرویو کے لئے آئے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ دو لڑکوں کے سوا باقی سب لڑکوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوں گے۔ پھر ان سترہ لڑکوں میں سے تین چار کے سوا باقی سب نے سائنس لی ہوئی ہے اگر وہ سائنس لے کر فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوں تو اور بھی خوشی کی بات ہے۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ ان لڑکوں نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ اور یہ بھی لڑکے ذہین اور ہوشیار ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ ذہین اور ہوشیار ہی اعلیٰ کارنامے سرانجام دیا کرتے ہیں۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ذہانت ان کے لئے نئے نئے رستے کھول دیتی ہے۔ ذہین آدمی اپنی اور اپنی قوم کی مشکلات کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور جوں جوں انسان کی ذہانت ترقی کرتی ہے اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ پھر یہ بات بھی تجربہ میں آئی ہے کہ ذہین لوگ ہی دین میں بھی زیادہ ترقی کرتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں آپ کا ایک نوکر پیرا ہوتا تھا۔ وہ پالم پور کا رہنے والا تھا۔ اس کے رشتہ دار اسے علاج کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پاس لے کر آئے کیونکہ اسے گنٹھیا کی بیماری تھی اس سے پہلے وہ اسے بعض حکیموں کے پاس لے کر گئے۔ وہ بڑی بڑی فیسیں مانگتے تھے اور وہ دے نہ سکتے تھے۔ آخر کسی نے انہیں بتایا کہ اسے مرزا صاحب کے پاس لے جاؤ۔ وہ روٹی بھی دیں گے اور علاج بھی کریں گے چنانچہ اس کے رشتہ دار اسے آپ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کا علاج شروع کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک دو سال کے بعد اس کے رشتہ دار اسے لینے کے لئے آئے تو اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہا جب میں بیمار تھا اس وقت تو تم پھینک کر چلے گئے اور اب جبکہ میں کام کاج کے قابل ہو گیا ہوں تم مجھے واپس لے جانا چاہتے ہو جس نے میرا علاج کیا اور جس نے مجھے کھانا کھلایا وہی میرا اصل رشتہ دار ہے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ اس میں عقل اتنی کم تھی کہ وہ کہا کرتا تھا کہ سرسوں کے تیل اور مٹی کے تیل میں کیا فرق ہوتا ہے وہ بھی تیل ہے اور یہ بھی تیل ہے۔ چنانچہ وہ مٹی کا تیل دال میں ڈال کر کھا لیتا تھا اور باوجود اس کے وہ ایک لمبا عرصہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صحبت میں رہا ویسا ہی کورے کا کورا رہا اس کے ذہن کی یہ حالت تھی کہ اسے کوئی بات یاد ہی نہ رہتی تھی۔ اسے اپنی وفات تک بھی نماز پڑھنی نہیں آئی تھی حالانکہ وہ پچیس تیس سال حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صحبت میں رہا۔ وہ باہر سے جو مہمان آتے تھے انہیں صبح و شام کھانا کھلایا کرتا تھا۔ حضرت امام جماعت الاول اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے کو اسے نماز پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ کیونکہ آپ یہ ناپسند فرماتے تھے کہ ایک بے نماز شخص حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈیوڑھی پر بیٹھے۔ آپ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح وہ نماز پڑھنے لگ جائے تاکہ لوگوں پر برا اثر نہ ہو۔ آپ نے ایک دن اسے فرمایا کہ پیرے! نماز پڑھا کرو کہنے لگا میں کیا کروں مجھے نماز یاد ہی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا اچھا تم صرف پاک ہے اللہ، پاک ہے اللہ ہی کہتے رہا کرو۔ ایک دفعہ آپ نے اسے نماز کی عادت ڈالنے کے لئے فرمایا کہ اگر تم پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھو تو تمہیں دو روپے انعام دوں گا۔ انعام کے شوق میں اس نے عشاء کی نماز سے باجماعت نماز پڑھنی شروع کی اور اگلے دن عشاء کے وقت اسے دو روپے ملنے تھے اس وقت چونکہ مہمان تھوڑے ہوتے تھے ان کے لئے ہمارے گھر میں کھانا تیار ہو جاتا تھا اور پیرا کھانا لا کر مہمانوں کو کھلا دیتا تھا۔ اگلے دن اس نے پانچ نمازیں پوری کر کے انعام لینا تھا۔ وہ مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہا تھا کہ اندر سے خادمہ نے آوازیں دینا شروع کیں کہ پیرا کھانا لے جا۔ چار پانچ دفعہ جو اس نے آواز دی اور پیرا نہ بولا تو آخر خادمہ نے کہا اچھا میں جا کر بی بی جی سے کہتی ہوں۔ اس پر پیرا نماز میں ہی بول پڑا اور کہنے لگا "ذرا ٹھہر جا اکو رکعت رہ گئی اے میں ہنیں آیا" یعنی ذرا ٹھہر جا ایک ہی رکعت رہ گئی ہے۔ ابھی آتا ہوں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے اسے کہا کہ نماز میں نہیں بولنا چاہئے اس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا اچھا اتنی بات سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ گویا یہ بات اس کے لئے حیرت انگیز تھی کہ بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام جماعت الاول اور مولوی عبدالکریم صاحب اللہ تعالیٰ دونوں سے ہمیشہ راضی رہے، کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہوئے کہاں سے کہاں نکل گئے۔

اسی سلسلے میں ایک اور ۔۔

فرمایا:۔

"کل ایک صاحب نے ایک بات پیش کی تھی گو انہوں نے تعلیم کی کمی کی وجہ سے نامناسب رنگ میں پیش کی تھی کہ محلہ دارالفضل کے خدام ان کا گھوڑا کھول کر لے گئے اور اس پر سواری کرتے رہے۔ میں نے بتایا تھا کہ وہ ان دو چار لڑکوں کا نام بحیثیت خادم کے کیوں پیش کرتے ہیں کیا وہ کام انہوں نے بحیثیت خادم کیا تھا۔ اگر بڑی عمر کا کوئی آدمی غلطی کرے تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ انصار اللہ ایسا کرتے ہیں۔ پس ان لڑکوں کا فعل بحیثیت خدام نہ تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ خدام الاحمدیہ اس طرح کرتے ہیں درست نہیں۔ اور جب یہ واقعہ ہوا تھا تو محلہ کے پریذیڈنٹ کا فرض تھا کہ وہ اس کی تحقیقات کرتا اور اخلاق کی درستی ہر انسان کا فرض ہے، چاہے وہ عہدہ دار ہے یا نہیں۔ اور اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ صحیح رنگ میں بچوں کی تربیت نہیں کرتے اور اگر کوئی شخص اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اس سے جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا بجائے ان کو برے کاموں سے روکنے کے ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ جو والدین ایسا کرتے ہیں وہ اپنی حماقت کا ثبوت دیتے ہیں۔ بچپن میں تو وہ ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ لیکن جب بچہ جوان ہو جاتا ہے اور بداخلاقیوں سے باز نہیں آتا اور والدین کو ٹھکرا دیتا ہے تو پھر چیخنا شروع کرتے ہیں کہ دعا فرمائیں بچے کی اخلاقی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ حالانکہ ابتدا میں یہی لوگ اس کو خراب کرنے والے ہوتے ہیں"۔

اسی سلسلے میں ایک اور۔

فرمایا:۔

"میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کی ظاہری شکل دینی شعائر کے مطابق ہونی چاہئے اور انہیں اپنی داڑھیوں میں، بالوں میں اور لباس میں سادگی اختیار کرنی چاہئے۔ دین حق تمہیں صاف اور نفیس لباس پہننے سے نہیں روکتا۔ بلکہ وہ خود حکم دیتا ہے کہ تم ظاہری صفائی کو ملحوظ رکھو۔ اور گندگی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ مگر لباس میں تکلف اختیار کرنا منع ہے۔ اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کوٹ کے کالر کو دیکھنا کہ اس پر گرد تو نہیں پڑ گئی۔ یہ ایک لغو بات ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں بعض لوگ اچھے اچھے کپڑے لاتے تھے اور آپ ان کپڑوں کو استعمال بھی کرتے تھے۔ مگر کبھی لباس کی طرف ایسی توجہ نہیں فرماتے تھے کہ ہر وقت برش کروا رہے ہوں۔ اور دل میں یہ خیال ہو کہ لباس پر کہیں گرد نہ پڑ جائے۔ برش کروانا منع نہیں۔ مگر اس پر زیادہ زور دینا اور اپنے وقت کا بیشتر حصہ ایسی باتوں پر صرف کر دینا پسندیدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ میں نے خود کبھی کوٹ پر برش نہیں کروایا۔ نہ میرے پاس

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

۲۳ مارچ یوم حضرت بانی سلسلہ

تمام جماعتوں کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مؤرخہ ۲۳ مارچ بروز سوموار مطابق ۱۸ رمضان المبارک یوم حضرت بانی سلسلہ ہوگا۔ اس لئے اپنے اپنے حالات کے مطابق جب مناسب سمجھیں اس دن کی شان کے مطابق پروگرام کو کامیاب بنا کر مرکز کو اُس کی رپورٹ ارسال فرمادیں۔

نائب ناظر اصلاح وارشاد

عطیہ برائے گندم

ہر سال جماعتی نظام کے تحت مستحقین میں گندم تقسیم کی جاتی ہے۔ ان مستحقین کی تعداد کافی ہے۔ اور ہر سال اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اس کارِ خیر میں ہر سال صاحب استطاعت مخلصین حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کارِ خیر میں فراخدلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ ۵۵۰/۴ ۱۳۴-۲ معرفت افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(سید بشیر احمد شاہ صاحب بابت ترکہ سید حفیظ احمد صاحب)

مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب ساکن ۲۰/۳۴ دارالنصر شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ مکرم سید حفیظ احمد صاحب پسر مکرم سید ظہور حسین شاہ صاحب جو برمنگھم یو۔ کے میں مقیم تھے بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام ایک قطعہ/مکان نمبر ۱۶/۱۳ دارالنصر وسطی ربوہ میں واقع ہے۔ جو ان کے ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱:۔ محترمہ سیدہ مبشر احمد صاحبہ — بیوہ
۲:۔ مکرم سید ارشاد احمد شاہ صاحب — (بھائی)
۳:۔ محترمہ سیدہ رضیہ احمد صاحبہ — (بہن)
۴:۔ 〃 سیدہ نجم النساء صاحبہ — (〃)
۵:۔ 〃 سیدہ قمر النساء صاحبہ — (〃)
۶:۔ 〃 مسز بدر منصو صاحبہ — (〃)
۷:۔ 〃 سیدہ تہذیب النساء صاحبہ — (〃)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ملک سعید خان صاحب بابت ترکہ رضیہ سلطانہ صاحبہ)

مکرم ملک سعید احمد خان صاحب سکنہ مکان نمبر ۶۵۱ بلاک ۲۱ زمان پارک گلشن راوی لاہور نے درخواست دی ہے کہ اُن کی اہلیہ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ بقضائے الٰہی وفات گئی ہیں۔ ان کے نام ایک قطعہ ۹/۳۴ فیکٹری ایریا ربوہ میں موجود ہے۔ جو ان کی چار بیٹیوں کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ان کے بیٹوں کو اس سے اتفاق ہے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱، مکرم ملک سعید خان صاحب — خاوند
۲، 〃 منور سعید خان صاحب — بیٹا
۳، 〃 ریاض احمد خان صاحب — 〃
۴، 〃 مبشر احمد خان صاحب — 〃
۵، 〃 کاشف احمد خان صاحب — 〃
۶، محترمہ عفت شارہ صاحبہ — بیٹی
۷، 〃 مسرت منصور صاحبہ — 〃
۸، 〃 نصرت ملک صاحبہ — 〃
۹، 〃 روحی نوید صاحبہ — 〃

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

دُعائیہ فہرست تحریک جدید

وکالت مال اوّل ان تمام خوش نصیبوں کے نام ۲۹ رمضان المبارک کو حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کرتی ہے۔ جو اپنا وعدہ مکمل اَدا کر دیتے ہیں۔ یہ فہرستیں یکم اپریل ۱۹۹۲ء تک وکالت مال اوّل میں بھجوا دی جائیں۔

وکیل المال اوّل
تحریک جدید۔ ربوہ

اعلان گمشدگی

مبارک احمد بسراء ولد ناصر احمد بسراء جس کا ذہنی توازن صحیح نہیں ہے۔ اس کا حُلیہ یہ ہے رنگ گورا۔ قد ۵ فٹ ۷ انچ۔ شلوار قمیض پہنے ہوئے ہے۔ دائیں ہاتھ پر زخم کا نشان ہے جس دوست کو پتہ چلے نظارت امور عامہ یا مندرجہ ذیل ایڈریس پر اطلاع دیں۔

پتہ :۔ نثار احمد بسراء۔ مکان نمبر ۳۷۶ امانی شاہ کالونی نزد عیدگاہ سٹریٹ لطیف آباد۔ حیدر آباد سندھ

درخواست دعا

مکرم منور احمد خان صاحب کاٹھگڑھی کارکن دفتر بہشتی مقبرہ معدہ کے السر اور شوگر کی وجہ سے بہت بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم میاں خیر محمد صاحب آف ڈیرہ غازیخان کے بیٹے فیض محمد کا موتیا کا آپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب ساکن کراچی جو کہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی کے چھوٹے بھائی ہیں سخت بیمار ہیں۔ کمزوری انتہائی زیادہ ہے۔

احباب ان سب کی شفایابی کیلئے دعا کریں۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

اتنا وقت ہوتا ہے اور نہ مجھے کبھی اس بات کی پرواہ ہوئی ہے۔ ممکن ہے میں نے چار کوٹ پھاڑے ہوں تو ان میں سے ایک کو کبھی ایک یا دو دفعہ برش کیا ہو۔ بعض لوگ اعتراض بھی کرتے ہیں مگر میں یہی کہا کرتا ہوں کہ میرے پاس ان باتوں کی طرف توجہ کرنے کے لئے وقت نہیں۔ آپ کو اگر بُرا لگتا ہے تو بے شک لگے۔ اسی طرح کوٹ کے گریبان پر گردن کے قریب بعض دفعہ میل جم جاتی ہے مگر میرے نزدیک وہ میل اتنی اہم نہیں ہوتی جتنا میرا وقت قیمتی ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اس میل کو دُور کر دے یا کوٹ پر برش کر دیا کرے تو یہ منع نہیں ہم جس چیز سے منع کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ظاہری باتوں کی طرف اتنی توجہ کی جائے کہ یہ خیال کر لیا جائے کہ اگر ایسا نہ ہُوا تو ہماری ہتک ہو جائے گی۔ میں نے دیکھا ہے بعض دوست دعوت کے موقع پر رونے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں، فلاں قسم کی پگڑی نہیں اس کے بغیر ہم دعوت میں کس طرح شامل ہوں۔ حالانکہ انسان کے پاس جس قسم کا لباس ہو اسی قسم کے لباس میں اسے دوسروں سے ملنے کے لئے چلے جانا چاہیئے۔ اصل چیز تو ننگ ڈھانکنا ہے جب ننگ ڈھانکنے کے لئے لباس موجود ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی شخص کی ملاقات سے اس لئے محروم ہو جاتا ہے کہ کہتا ہے کہ میرے پاس فلاں قسم کا کوٹ نہیں یا فلاں قسم کا کُرتہ نہیں۔ تو یہ دین نہیں بلکہ دُنیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ٹوپی ہو تو اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھ لے لیکن اگر ٹوپی اس کے پاس موجود نہیں تو وہ ننگے سر ہی دوسرے سے ملنے کے لئے جا سکتا ہے۔ اگر اس وقت وہ محض اس لئے کسی کو ملنے سے ہچکچاتا ہے کہ ٹوپی اس کے پاس موجود نہیں تو وہ بھی تکلف سے کام لینے والا سمجھا جائے گا۔ مجھ سے ایک دفعہ احمدیہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے دریافت کیا کہ بعض لڑکے ننگے سر اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں اور ٹوپی سر پر نہیں رکھتے۔ اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہا ٹوپی کے بغیر کہیں جانا دین حق کے خلاف نہیں۔ لیکن یہ دینِ حق کی تہذیب کے خلاف ضرور ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ بلا وجہ ایسا نہ کیا کریں۔ اگر ان کے پاس ٹوپی ہو تو سر پر رکھ لیا کریں۔ ہاں اگر ٹوپی نہ ہو تو ننگے سر بھی جا سکتے ہیں۔ بہرحال مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر ہمیں کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ مغربی تہذیب یہ سکھاتی ہے کہ ٹوپی کے اتارنے میں عظمت ہے۔ چنانچہ عیسائیوں میں جب بادشاہ کے سامنے لوگ جاتے ہیں، ٹوپی سر سے اتار لیتے ہیں۔ اسی طرح عورت کے سامنے جائیں گے تو ٹوپی اتار لیں گے۔ لیکن دینِ حق کی تہذیب یہ ہے کہ ٹوپی پہننی چاہیئے۔ یورپین تہذیب یہ کہتی ہے کہ عورت اپنے سر کو ننگا رکھے۔ لیکن دینِ حق کی تہذیب یہ سکھاتی ہے کہ عورت اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھے۔

ضرورت ہے

سندھ، بلوچستان اور سرحد سے تعلق رکھنے والے کم از کم میٹرک پاس محنتی نوجوان جو ادویات کی سیل اور بکنگ کے کام کو بطور پیشہ اپنانا چاہتے ہوں، مندرجہ ذیل پتہ پر مکمل کوائف کے ساتھ امیر صاحب جماعت کی تصدیق سے درخواستیں بھجوائیں۔ معاوضہ انتہائی معقول اور مزید ترقی کے روشن امکانات ہیں۔

مینجر کیور ہومیو ٹیلس (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۱۷۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ۱۶ وزیروں اور ۱۳ مشیروں پر مشتمل سندھ کی ۲۹ رکنی کابینہ نے حلف اٹھالیا۔ ۱۶ وزراء میں سے ۱۲ وزراء جام کابینہ کے رکن تھے۔ جام عاشق علی کو بھی وزیر بنایا گیا ہے اور مشیروں میں صدر کے داماد عرفان اللہ مروت بھی شامل ہیں۔ کابینہ میں ۷ اراکین کا تعلق ایم کیو ایم سے ہے جب کہ باقی وزراء پگاڑا گروپ اور دیگر گروپوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ چار نئے وزراء میں سے دو کا تعلق پی ڈی اے کے باغی گروپ سے ایک کا جتوئی کے باغی گروپ سے اور ایک جام عاشق علی ہیں۔ جو رکن اسمبلی نہیں ہیں۔ خیال ہے کہ وہ اپنے والد مرحوم کی جگہ سندھ اسمبلی کا الیکشن لڑینگے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر شاہ نے دعوٰی کیا ہے کہ انہیں سندھ اسمبلی میں ۶۸ اراکین کی حمایت حاصل ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ ایک گھنٹہ کی ملاقات کے بعد اعلان کیا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اگر مہم چلائی تو ہم وزیر اعظم کے ساتھ ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عوام کے ذریعے تبدیلی چاہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اندر آنے والی تبدیلی سطحی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ آئی جے آئی کے نئے سربراہ تک موجودہ سربراہ کام کرتے رہیں گے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ مرتضٰے جتوئی کو کابینہ سے نکالنے کا فیصلہ درست نہیں تھا۔

○ صدر اور وزیر اعظم کو ایک خاص بریفنگ میں اگلے بجٹ میں فوج کی ضروریات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ،
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

لنڈن اور جرمنی سے مزید تجربہ حاصل کرنے کے بعد واپسی
پرانے تجربہ کار ربوہ والے
بشیر ڈینٹل کلینک
پرانا اڈہ لاریاں نزد صدر چونگی چنیوٹ
فون کلینک: 9450
کوڈ چنیوٹ: 00466
دانت نکالنا کوئی علاج نہیں دانت درد کے فوری کامیاب علاج کیلئے تشریف لائیں، مصنوعی دانت جدید طریقہ سے بغیر تار بغیر پلیٹ فکس کیے جاتے ہیں۔ گارنٹی شدہ فل سیٹ بغیر تالو لگوانے کیلئے تشریف لائیں۔ ٹیڑھے بدصورت دانت سیدھے کیے جاتے ہیں

جبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے۔ بڑی شیشی ۴۸ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس ۱۵۰/- روپے
زدجام عشق خاص
چار صد اسی (۴۸۰) روپے
ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۲۴

مرض اٹھراء کی شکار • نرینہ اولاد سے محروم • دکھی عورتوں کے لئے
دواخانہ محافظ صحت کوٹ نہال سنگھ مین سٹریٹ ۲ پر ملیں
المشہور: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان سند یافتہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر
زنانہ و مردانہ پیچیدہ و پوشیدہ امراض کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
خط و کتابت: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان • گول چوک اوکاڑہ

تریاق اٹھراء / اٹھراء کے کامیاب علاج کے لئے
فی کورس ۷۵۔۰۰
مشہور عالم گولیاں
نور نظر / اولاد نرینہ کے لئے
فی کورس ۵۰۰۔۰۰
زدجام عشق / مکمل کورس ۶۰ گولی
فی کورس ۴۸۰۔۰۰
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ
فون دواخانہ: ۵۳۸ فون گھر ۳۳۸

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
فون ۶۴۳/۵۵
عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب

قدیمی • اولین • مشہور آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ۔ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں
• کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
• لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
• ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
• منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
• رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
• ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • سوکھا • گرمی • گیس کا علاج کرنیوالے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
سب آفس: چوک گھنٹہ گھر پوسٹ بکس ۱۹۰ گوجرانوالہ
فون: ۲۱۹۰۶۵ - ۰۴۳۱
ہیڈ آفس: نزد پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون: ۲۱۸۵۳۴ - ۰۴۳۱
زیر نگرانی حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
برانچیں
• ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس • ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
• لاہور: ۱۰ جوہر ٹاؤن فیز I (نزد آخری سٹاپ وفاقی کالونی) نیو کیمپس روڈ
• کراچی: نزد ڈاکخانہ محمود آباد نمبر ۳
• چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
• اسلام آباد: سیکٹر آئی ۲/۱۰ گلی ۱۱
خواتین کیلئے انتظام کے ساتھ

ریفریجریٹر۔ ٹیلیویژن۔ ڈاؤلینس، پیل، فلپس، ویوز، لومینر، الیکٹرا نیشنل، نوبل، سونی
ڈیلر شپ کی تسلّی کے لئے کمپنی کے بل ضرور دیکھیں
احمدیہ ماڈرن سٹورز
گولبازار۔ ربوہ۔ فون ۶۶۱